بچّوں کے اِقبالؒ

عادل اسیر دہلوی

بُک سنٹر

لاہور ۔ پاکستان

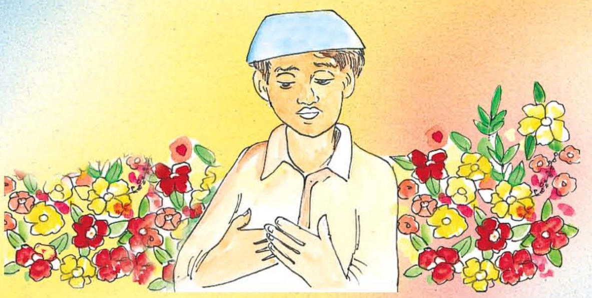

بچّے کی دُعا

(ماخُوذ)

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنّا میری
زِندگی شمع کی صُورت ہو خُدایا میری!

دُور دُنیا کا مِرے دم سے اندھیرا ہو جائے!
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے!

ہو مِرے دم سے یُونہی میرے وطن کی زِینت
جِس طرح پُھول سے ہوتی ہے چمن کی زِینت

زندگی ہو مری پروانے کی صُورت یا رب!
عِلم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یا رب!

ہو مِرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دَرْدمنْدوں سے ضعِیفوں سے محبّت کرنا

مِرے اللہ! بُرائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اُس رہ پہ چلانا مجھ کو

لب: ہونٹ   زینت: سجاوٹ   دَرْدمنْد: دُکھی   ضعِیفوں: بُوڑھوں، کمزوروں

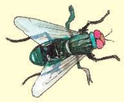
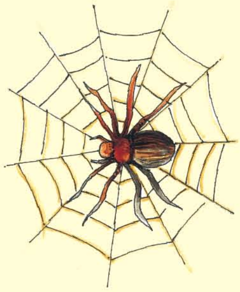

ایک مکڑا اور مکھی

(ماخُوذ)

ایک دِن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اس راہ سے ہوتا ہے گُزر روز تمھارا
لیکن میری کُٹیا کی نہ جاگی کبھی قِسمت
بُھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا

غَیروں سے نہ ملیے تو کوئی بات نہیں ہے
اپنوں سے مگر چاہیے یوں کھنچ کے نہ رہنا
آؤ جو مِرے گھر میں تو عِزّت ہے یہ میری
وہ سامنے سیڑھی ہے جو منظُور ہو آنا

مکھی نے سُنی بات جو مکڑے کی تو بولی
حضرت! کسی نادان کو دِیجے گا یہ دھوکا!
اس جال میں مکھی کبھی آنے کی نہیں ہے
جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا، پھر نہیں اُترا

مکڑے نے کہا: واہ! فریبی مجھے سمجھے
تم سا کوئی نادان زمانے میں نہ ہو گا

کُٹیا: چھوٹا سا گھر　**نادان:** کم عقل　**فریبی:** دھوکے باز

8 محنت

وُہی لوگ پاتے ہیں عِزّت زِیادہ
جو کرتے ہیں دُنیا میں محنت زِیادہ

اِسی میں ہے عِزّت خبردار، رہنا
بڑا دُکھ ہے دُنیا میں بیکار رہنا

اِسی سے ہے آباد نگری جہاں کی
یہ دُنیا میں بُنیاد ہے ہر مکاں کی

بڑائی بشر کو اِسی سے ملی ہے
نِکمّی جو گُزرے وُہ کیا زِندگی ہے

زمانے میں عِزّت، حکُومت یہی ہے
بڑی سب سے دُنیا میں دَولت یہی ہے

حَقِّیقت جو محنت کی پہچانتے ہیں
اسے کِیمیا سے سوا جانتے ہیں

کوئی بڑھ کے محنت سے سونا نہیں ہے
کہ اس زَر کو چوری کا کھٹکا نہیں ہے

بیکار: نکمّا　کِیمیا: سونا بنانے کا عِلم　سوا: زِیادہ　زَر: سونا　کھٹکا: ڈر

ہری کھیتیاں جو نظر آ رہی ہیں
ہمیں شان مَحْنت کی دِکھلا رہی ہیں

نہیں کرتے دُنیا میں نادان مَحْنت
جو سمجھیں تو سونے کی، ہے کان مَحْنت

اِسی سے زمانے میں دَولت بڑھے گی
جو دَولت بڑھے گی تو عِزّت بڑھے گی

کوئی اس کو سمجھے تو اِکسیر ہے یہ
بڑا بن کے رہنے کی تدبیر ہے یہ

یہ کَل وُہ ہے، چلتے ہیں سب کام جس سے
نکلتا ہے اِنْسان کا نام جس سے

جو مَحْنت نہ ہوتی تجارت نہ ہوتی
کسی قوم کی شان و شوکت نہ ہوتی

سہارا ہمارا تُمھارا یہی ہے
انْدھیرے گھروں کا اُجالا یہی ہے

نادان: ناسمجھ اِکسیر: لازمی اثر کرنے والی دوا تدبیر: جتّن کَل: مشین

بڑے کام کی چیز ہے کام کرنا
جہاں کو، اِسی کام سے رام کرنا

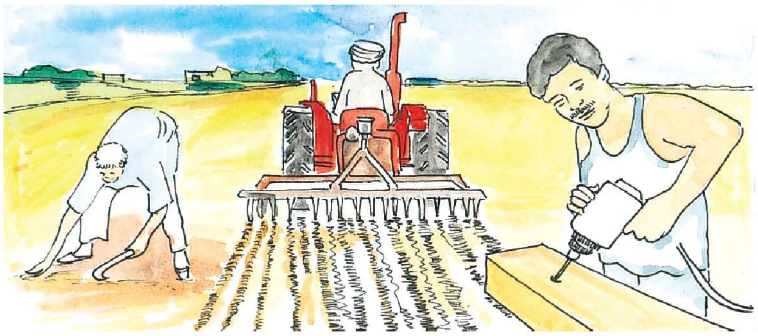

گڈریوں کو شاہنشہی اس نے دی ہے
کولمبس کو دُنیا نئی، اس نے دی ہے

کھڑا ہے یہ سنسار محنت کی کل پر
یہ سب کارخانہ اِسی کل کے بَل پر

بناتی ہے یہ شہر نگری، بنوں کو
بساتی ہے، اُجڑی ہوئی بستیوں کو

جو ہاتھوں سے اپنے کمایا وُہ اچھّا
جو ہو اپنی محنت کا پیسہ وُہ اچھّا

مِری جان! غافل نہ محنت سے رہنا
اگر چاہتے ہو فراغت سے رہنا

رام کرنا: تابع کرنا، راضی کرنا　گڈریوں: چرواہوں　شاہنشہی: بادشاہی　سنسار: دُنیا
بنوں: جنگلوں　غافل: بے خبر　فراغت: آرام

عادل اسیر دہلوی کا تالیف کردہ کتابچہ "بچّوں کے اِقبالؒ" اپنی افادیت واَہمیت کے اعتبار سے نہایت مُنفرد اور نُمایاں کارنامہ ہے۔ اس کا پہلا باب عَلامہ اِقبالؒ کی سوانح حیات پر مُشتمِل ہے جس میں مُولفِ نے بچّوں کو عَلامہ اِقبالؒ اور ان کے خاندان کے بارے میں بہُت سی مَعلومات فراہم کی ہیں۔ دُوسرے باب میں بچّوں سے مُتعلِق عَلامہ اِقبالؒ کی شاعری پر ایک سرسری نظر ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ عَلامہ اِقبالؒ کو بچّوں سے کس قدر گہری دِلچسپی تھی۔ اُنھوں نے بچّوں کے لیے جو نَصیحت آموز نظمیں لکھی ہیں وہ سب بچّوں سے ان کی مُحبت کی غمّاز ہیں۔

عَلّامہ اِقبالؒ نے بچّوں کے لیے جو نظمیں لکھی تھیں اُن میں کچُھ نظمیں تو ان کے مجموعہ کلام "بانگِ درا" میں شامل ہیں، لیکن کچھ نظمیں شائع نہیں ہوسکی تھیں۔ جناب عادل اسیر دہلوی نے ان غیر مطبوعہ نظموں کو بھی تلاش کر کے زیرِ نظر کتابچے میں شامل کر دیا ہے۔ ہم ان کے اس عمل کو ان کے ذُوقِ تحقیق کا نتیجہ قرار دے سکتے ہیں۔ ان کی اس تحقیق کی افادیت سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ غیر مطبُوعہ نظمیں بھی اپنے طور پر مخصُوص اَہمیّت کی حامل ہیں۔

تیسرا باب عَلّامہ اِقبالؒ کی نظموں پر مُشتمل ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب نظمیں اِسلامی تہذیب وتمدّن اور اِسلامی اقدار سے آگہی کے ساتھ اِنسانی اقدار کو بھی بطرزِ احسن اُجاگر کرتی ہیں اور نہ صرف مُسلمان بچّوں کے لیے بلکہ تمام بچّوں کے لیے نہایت مُفید اور سبق آموز ہیں۔

عَلّامہ اور ان کے خاندانی حالات یا بچّوں سے عَلّامہ کی مُحبت سے مُتعلّق ابواب میں نہایت آسان اور سلیس زبان اِستعمال کی گئی ہے اور اس بات کا بطورِ خاص خیال رکھا گیا ہے کہ بچّے عِبارت کو پُوری طرح سمجھ سکیں اور مُمکنہ حد تک اِستفادہ کر سکیں۔ بِلاشُبہ بچّوں کے ادب کے سلسلے میں یہ ایک قابلِ قدر کارنامہ ہے۔

حکیم محمد سعیدؒ (اپریل 1997ء)